

خطبہ (۲۷)

(۲۷) وَمِنْ حُكْمَهُ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَأُ

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کیلئے کھولا ہے۔ یہ پرہیزگاری کا لباس، اللہ کی حکوم زرہ اور مضبوط سپر ہے۔ جو اس سے پہلو بچاتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا ہے، خدا اسے ذلت و خواری کا لباس پہنا اور مصیبت و ابتلائی ردا اور حادیتا ہے اور ذلت اور خواریوں کے ساتھ ٹھکر دیا جاتا ہے اور مدھوشی و غفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور جہاد کو ضائع و بر باد کرنے سے حق اس کے ہاتھ سے لے لیا جاتا ہے، ذلت اسے سہنا پڑتی ہے اور انصاف اس سے روک لیا جاتا ہے۔

میں نے اس قوم سے لڑنے کیلئے رات بھی اور دن بھی، علانیہ بھی اور پوشیدہ بھی تمہیں پکارا اور لکارا اور تم سے کہا کہ قبل اس کے کہ وہ جنگ کیلئے بڑھیں تم ان پر دھاوا بول دو۔ خدا کی قسم! جن افراد قوم پر ان کے گھروں کے حدود کے اندر ہی حملہ ہو جاتا ہے وہ ذیل و خوار ہوتے ہیں، لیکن تم نے جہاد کو دوسروں پر ٹال دیا اور ایک دوسرے کی مدد سے پہلو بچانے لگے۔ یہاں تک کہ تم پر غارت گریاں ہو گئیں اور تمہارے شہروں پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا۔

اسی بنی غامد کے آدمی (سفیان ابن عوف) ہی کو دیکھ لو کہ اس کی فوج کے سوار (شہر) انبار کے اندر پہنچ گئے اور حسان ابن حسان بکری کو قتل کر دیا اور تمہارے محافظ سواروں کو سرحدوں سے ہٹا دیا اور مجھے تو یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ اس جماعت کا ایک آدمی مسلمان اور ذمی عورتوں کے گھروں میں گھس جاتا تھا اور ان کے (پیروں سے) کڑے، (ہاتھوں سے) نگلن اور گلوبند اور گوشوارے اتار لیتا تھا اور ان کے پاس اس سے حفاظت کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ سوا اس کے کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ کہتے ہوئے صبر سے کام لیں یا

آمًا بَعْدًا! فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَتَحَكُّمُ اللَّهِ لِحَاصَةٍ أَوْلَى يَأْتِيهِ، وَ هُوَ لِبَاسُ التَّقْوَى، وَ دُرْعُ اللَّهِ الْحَصِينَةُ، وَ جُنَاحُهُ الْوَثِيقَةُ، فَمَنْ تَرَكَهُ رَغْبَةً عَنْهُ الْأَبْسَهُ اللَّهُ ثُوَبَ الدُّلُّ، وَ شَمَلَةُ الْبَلَاءُ، وَ دِيَثُ بِالصَّغَارِ وَ الْقُمَاءُ، وَ ضُرِبَ عَلَى قَلْبِهِ بِالْأَسْدَادِ، وَ أُدْبِلَ الْحَقُّ مِنْهُ بِتَضْيِيقِ الْجِهَادِ، وَ سِيمَهُ الْخَسْفَ، وَ مُنْعِنَعُ النِّصْفِ.
الَا وَ اِنِّي قُدْ دَعَوْتُكُمْ إِلَى قِتَالٍ هُوَ لَأَءِ الْقَوْمِ لَيْلًا وَ نَهَارًا، وَ سِرًا وَ اَغْلَانًا، وَ قُلْتُ لَكُمْ: اغْرِيْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَغْرِيْهُمْ، فَوَاللَّهِ! مَا عَزِيزَ قَوْمٌ فَطَ فِي عُقْرِ دَارِهِمْ إِلَّا ذُلُوا، فَتَوَكَّلْتُمْ وَ تَخَذَّلْتُمْ حَتَّى شُنُثَ عَلَيْكُمُ الْغَرَاثُ، وَ مُلِكَتْ عَلَيْكُمُ الْأَوْطَانُ.

وَ هَذَا أَخْوُ غَامِدٍ قُدْ وَرَدَتْ خَيْلُهُ الْأَنْبَارَ وَ قُدْ قَتَلَ حَسَانَ بْنَ حَسَانَ الْبَكْرِيَّ، وَ أَزَالَ خَيْلَكُمْ عَنْ مَسَالِحِهَا وَ لَقَدْ بَلَغَنِيَ أَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى الْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ، وَ الْأُخْرَى الْمُعَاہَدَةِ، فَيَنْتَزَعُ حِجْلَهَا وَ قُلْبَهَا وَ قَلَائِدَهَا وَ رِعَائِهَا، مَا تَبْتَزَعُ مِنْهُ إِلَّا بِالْأَسْتِرْجَاعِ وَ الْأَسْتِرْحَامِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَ افْرَيْنَ

خوشامدیں کر کے اس سے رحم کی ابجا کریں، پھر وہ لدے چندے ہوئے پلٹ گئے۔ نہ کسی کے زخم آیا نہ کسی کا خون بہا۔ اب اگر کوئی مسلمان ان سانحات کے بعد رنج و ملال سے مر جائے تو اسے ملامت نہیں کی جاسکتی، بلکہ میرے نزدیک ایسا ہی ہونا چاہیے۔ **الْعَجَبُ ثُمَّ** **الْعَجَبُ خدا کی قسم!** ان لوگوں کا باطل پر ایک کر لینا اور تمہاری جمعیت کا حق سے منتشر ہو جانا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور رنج و اندوہ بڑھا دیتا ہے۔ تمہارا برا ہو! تم غم و حزن میں بنتا رہو! تم تو تیروں کا از خود نشانہ بننے ہوئے ہو۔ تمہیں ہلاک و تاراج کیا جا رہا ہے بلکہ تمہارے قدم حملے کیلئے نہیں اٹھتے۔ وہ تم سے لڑ بھڑ رہے ہیں اور تم جنگ سے بھی چراتے ہو۔ اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور تم راضی ہو رہے ہو۔

اگر گرمیوں میں تمہیں ان کی طرف بڑھنے کیلئے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ یہ انتہائی شدت کی گرمی کا زمانہ ہے، اتنی مہلت دیجئے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے۔ اور اگر سردیوں میں چلنے کیلئے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ کڑا کے کا جاڑا پڑ رہا ہے، اتنا ٹھہر جائیے کہ سردی کا موسم گزر جائے۔ یہ سب سردی اور گرمی سے بچنے کیلئے باتیں ہیں۔ جب تم سردی اور گرمی سے اس طرح بھاگتے ہو تو پھر خدا کی قسم! تم تواروں کو دیکھ کر اس سے کہیں زیادہ بھاگو گے۔

اے مردوں کی شکل و صورت والے نامدو! تمہاری عقلیں بچوں کی سی اور تمہاری سمجھ جملہ نشین عورتوں کے مانند ہے۔ میں تو یہی چاہتا تھا کہ نہ تم کو دیکھتا، نہ تم سے جان پہچان ہوتی۔ ایسی شناسائی جو ندامت کا سبب اور رنج و اندوہ کا باعث بنی ہے۔

اللہ تمہیں مارے! تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینے کو غیظ و غضب سے چھکا دیا ہے۔ تم نے مجھے غم و حزن کے جرے پے در پے پلائے، نافرمانی کر کے میری

مَا نَأَلَ رَجُلًا مِّنْهُمْ كَلْمٌ وَ لَا أَرِيقَ لَهُمْ دَمٌ، فَلَوْ أَنَّ أَمْرًا مُّسْلِمًا مَّاتَ مِنْ بَعْدِ هُذَا أَسْفًا مَا كَانَ بِهِ مَلُومًا، بَلْ كَانَ بِهِ عِنْدِنِي جَدِيرًا. فَيَا عَجَبًا! عَجَبًا وَاللَّهُ! يُبَيِّنُ الْقُلُوبَ وَ يَجْلِبُ الْهَمَّ مِنْ اجْتِنَاعٍ هُؤُلَاءِ الْقَوْمِ عَلَى بَاطِلِهِمْ، وَ تَفَرَّقُكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ! فَقُبَّحًا لَّكُمْ وَ تَرَحَّا حِينَ صِرْثُمْ عَرَضًا يُرْمَى: يُغَارُ عَلَيْكُمْ وَ لَا تُغَيِّرُونَ، وَ تُغَزوُنَ وَ لَا تَغْزُونَ، وَ يُعْصِي اللَّهُ وَ تَرْضَوْنَ!.

فَإِذَا أَمْرَثُكُمْ بِالسَّيِّئِ إِلَيْهِمْ فِي أَيَّامِ الْحَرِّ قُلْتُمْ: هُذِهِ حَمَارَةُ الْقَيْظِ أَمْهَلْنَا يُسَسَّخُ عَنَّا الْحَرُّ، وَ إِذَا أَمْرَثُكُمْ بِالسَّيِّئِ إِلَيْهِمْ فِي الشِّتَّاءِ قُلْتُمْ: هُذِهِ صَبَارَةُ الْقُرِّ أَمْهَلْنَا يَنْسَلِخُ عَنَّا الْبَدْءُ، كُلُّ هُذَا فِرَادًا مِّنَ الْحَرِّ وَ الْقُرِّ، فَإِذَا كُنْتُمْ مِنَ الْحَرِّ وَ الْقُرِّ تَفِرُّوْنَ فَأَنْتُمْ وَاللَّهُ! مِنَ السَّيِّئِ أَفْرُ! يَا أَشْبَاهَ الرِّجَالِ وَ لَا رِجَال! حُلُومُ الْأَطْفَالِ، وَ عُقُولُ رَبَّاتِ الْحِجَالِ، لَوْدَدُتْ أَنِّي لَمْ أَرَكُمْ وَ لَمْ أَعْرِفُكُمْ مَعْرِفَةً - وَاللَّهُ! جَرَّثُتُ دَمًا، وَ أَعْقَبْتُ سَدَمًا.

قَاتَلَكُمُ اللَّهُ! لَقَدْ مَلَئْتُمْ قَلْبِي قَيْحًا، وَ شَحَنْتُمْ صَدْرِي غَيْظًا، وَ جَرَّعْتُمُونِي نُغَبَّ التَّهَمَّامِ أَنْفَاسًا، وَ أَفْسَدْتُمْ عَلَى رَأْيِ

تدبر و رائے کو تباہ کر دیا، یہاں تک کہ قریش کہنے لگے کہ:
علیٰ ہے تو مرد شجاع، لیکن جنگ کے طور طریقوں
سے واقف نہیں۔

اللہ ان کا بھلا کرے! کیا ان میں سے کوئی ہے جو مجھ سے زیادہ
جنگ کی مزاولت رکھنے والا اور میدان و غا میں میرے پہلے سے کار
نمایاں کئے ہوئے ہو۔ میں تو ابھی بیس برس کا بھی نہ تھا کہ حرب و
ضرب کیلئے اٹھ کھڑا ہوا اور اب تو سامنے سے بھی اوپر ہو گیا ہوں، لیکن
اس کی رائے ہی کیا جس کی بات نہ مانی جائے۔

--☆☆--

بِالْعَصْيَانِ وَ الْخُذْلَانِ، حَتَّىٰ لَقَدْ قَالَ
فُرِيُّشٌ: إِنَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ، وَ
لِكِنْ لَا عِلْمَ لَهُ بِالْحَزْبِ.

بِلِلَّهِ أَبُو هُمْ! وَ هَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشَدُّ لَهَا
مِرَاسًا، وَ أَقْدَمٌ فِيهَا مَقَامًا مِنْيٌ؟! لَقَدْ
نَهَضْتُ فِيهَا وَ مَا بَلَغْتُ الْعِشْرِينَ، وَ هَا آنَا
ذَا قَدْ ذَرَفْتُ عَلَى السِّتِّينَ! وَ لِكِنْ لَا رَأَيَ
لَيْمَنْ لَا يُطَاعُ!.

-----☆☆-----

۱۔ جنگ صفين کے بعد معاویہ نے ہر طرف کشت و خون کا بازار گرم کر رکھا تھا اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے مقبوضہ شہروں پر بارجانہ اقدامات شروع کر دیئے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہیئت، انبار اور مدائیں پر محملہ کرنے کیلئے سفیان ابن عوف غامدی کو چھڑھزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ پہلے تو ہیئت پہنچا، مگر اسے غالی پا کر انبار کی طرف بڑھ لکا۔ یہاں پر امیر المؤمنین علیہ السلام کی طرف سے پانچ سو ساہیوں کا ایک دستہ حفاظت کیلئے مقرر تھا، مگر وہ معاویہ کے اس لشکر جرا کو دیکھ کر جم بند کا صرف سو آدمی اپنے مقام پر بنے رہے اور انہوں نے جہاں تک ممکن تھا اُٹ کر مقابلہ بھی کیا۔ مگر دشمن کی فوج نے مل کر ایسا سخت حملہ کیا کہ ان کے بھی قدم اکھڑ گئے اور یہی لشکر حسان ابن حسان بکری تیس آدمیوں کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ جب میدان غالی ہو گیا تو شہنوں نے پوری آزادی کے ساتھ انبار کو لوٹا اور شہر کو تباہ و برآمد کر کے رکھ دیا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کو جب اس حملہ کی اطلاع ملی تو آپ سنہر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو دشمن کی سرکوبی کیلئے ابھار اور جہاد کی دعوت دی، مگر کسی طرف سے صدائے ”لیک“ بنند نہ ہوئی، تو آپ پیچ و تاب کھاتے ہوئے منبر سے پنج اتر آئے اور اسی عالم میں پیدا ہوا شمشن کی طرف پل کھڑے ہوئے۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو ان کی غیرت و حیثیت بھی جوش میں آئی اور وہ بھی پیچھے پیچھے ہو لئے۔ جب وادی نخلیہ میں پیچ کر حضرتؐ نے منزل کی، تو ان لوگوں نے آپؐ کے گرد گھیرا ڈال لیا اور باصرار کہنے لگے کہ: یا امیر المؤمنین! آپ پلٹ جائیں، ہم فوج دشمن سے نپٹ لینے کیلئے کافی میں۔ جب ان لوگوں کا اصرار مدد سے بڑھا تو آپ پلٹنے کیلئے آمادہ ہو گئے اور سعید ابن قیس آٹھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ ادھر روانہ ہو گئے۔ مگر سفیان ابن عوف کا لشکر جا چکا تھا اور سعید ابن قیس بے لڑے واپس آئے۔

جب سعید کو فہم پہنچے تو ابن ابی الحدید کی روایت کی بنا پر حضرتؐ رُخ و اندوہ کے عالم میں باب السدہ پر آکر بیٹھ گئے اور ناسازی طبیعت کی وجہ سے یہ خطبہ لکھ کر اپنے غلام سعد کو دیا کہ وہ پڑھ کر منادے۔ مگر مبرد نے ابن عائشہ سے یہ روایت کیا ہے کہ: حضرتؐ نے یہ خطبہ مقام خجلہ میں ایک بلندی پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا اور ابن میثم نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

☆☆☆☆☆